افسانہ: ماں ایک احساس

مصنفہ :آمنہ امان

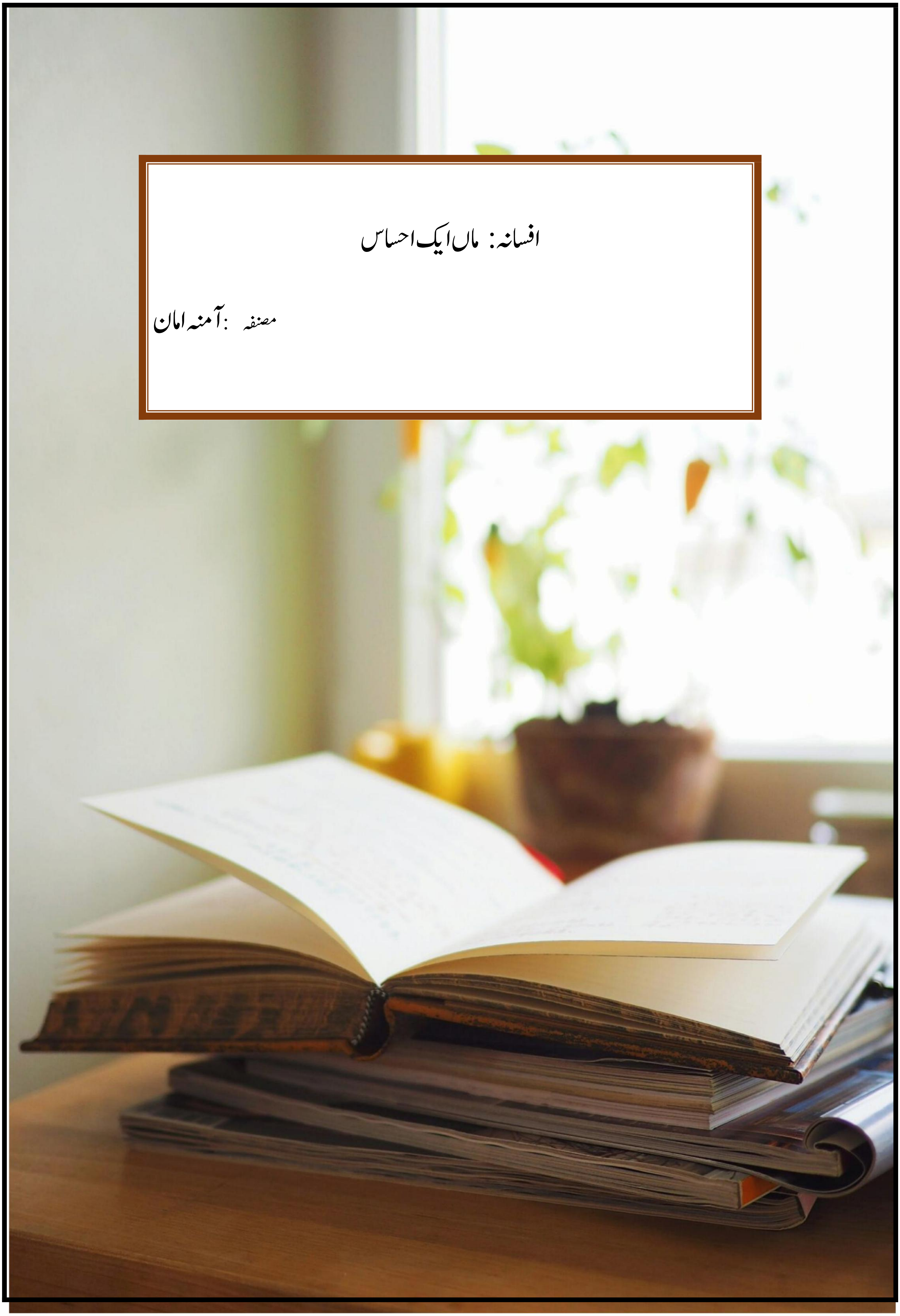

اردوناولزبلاگز

اردوناولزبلاگز کی طرف سے پیشکش

ناول "اردوناولزبلاگز" کی ویب سائٹ کا حصہ ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا گیا ہے ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے
آپ کو اعلی معیار اور اردو ادب فراہم کیا جائے۔
براہ کرم اس pdf کو صرف ذاتی مطالعے کے لیے استعمال کریں اس کے بغیر اجازت تقسیم، کاپی یا کسی اور پلیٹ فارم پر
اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے۔
اگر آپ ہمارے ساتھ اپنی تحریریں شیئر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔:

urdunovelsblog

ویب سائٹ: urdunovels.blog
ای میل: urdunovelsblogs@gmail.com
انسٹاگرام: @urdu_novels.blog
فیس بک: fb.com/urdunovelsblogs

آپ کی رائے ہمارے لیے اہم ہے!

ماں ایک احساس

مصنفہ : آمنہ امان

ماں ایک احساس کا نام ہے۔ اور اس بات کا اندازہ اسے تب ہوا، جب ہسپتال کے ایک کمرے میں بستر پہ بیٹھے اس نے تیزی سے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے گلابی مخملی کمبل میں لپٹے اس ننھے وجود کو تھاما۔

یہ کیسا سکون تھا؟ جو اسے ملا اس وجود کو تھام کے۔ کیا سبھی ماؤں کو ایسا سکون ملتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ سکون سب سکونوں سے بالاتر ہے۔

اس نے اس ننھے وجود کا چہرہ دیکھا۔ آہ! وہ کتنا معصوم، کتنا پیارا تھا، کتنا خوبصورت غرض دنیا میں جتنے بھی پیارے الفاظ تھے۔ اس کو اس وقت اپنے ننھے سے وجود کے لیے محسوس ہو رہے تھے۔

کیا سبھی ماؤں کو اپنی اولاد ایسی ہی خوبصورت لگتی ہے؟ کیا دنیا کے بنائے ہوئے اصولوں سے بھی زیادہ؟ ہاں کیونکہ ماں کی محبت اپنی اولاد کے لیے بے غرض ہوتی ہے۔ بلکل صاف شفاف پانی کی طرح ہر ملاوٹ کے بغیر۔ ماؤں کو اپنی اولاد بہت پیاری ہوتی ہے۔ بلکل اپنے دل کے قریب۔

پھر اس نے اس کو اپنے چہرے کے قریب کیا۔ آہ! کتنی پیاری خوشبو تھی جو اس کو اس سے آئی

اس کو یہ خوشبو دنیا کی مہنگی ترین خوشبوؤں سے بھی پیاری اور مہنگی لگی۔

پھر اس نے اس وجود کے ننھے سے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔ آہ! کیا احساس تھا کہ، اس کو ان

مرحلوں میں محسوس ہوئی ہر تکلیف پہ کوئی شفا سی محسوس ہوئی۔ یہ کیسی شفا تھی جو اس ننھے سے وجود نے اس کو دی تھی۔ اس کو یہ شفا دنیا کی مہنگی دوائیوں سے ملنے والی شفاؤں سے بھی مہنگی لگی۔

پھر اس نے بے حد نرمی سے اپنے لب اس کی آنکھوں پہ رکھے۔ اس کو ان لمحوں میں بہائے گئے ہر

آنسو خوشی کا آنسو لگا۔ یہ وہ احساسات تھے جن کو وہ چاہ کر بھی اپنے لفظوں سے بیاں نہیں کر سکتی تھی۔

پھر اس نے نرمی سے اس کے روئی جیسے گالوں پہ پیار کیا۔ وہ وجود اس کو اپنے دل کے بے حد قریب محسوس ہو رہا تھا۔ نقاہت زدہ طبعیت کے با وجود اس کا دل چاہا وہ اس کو یونہی دیکھتی رہے۔ اس کو یہ نظارہ دنیا کے خوبصورت نظاروں سے بھی خوب صورت لگا۔ اس وجود کو تھامنے سے اس کو کوئی تھکن محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

urdunovelsblog

تب ہی اس ننھی سی پری نے ہلکی ہلکی آوازیں نکالیں، جیسے اپنی ماں کو اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی ہو۔ لیکن وہ تو اس میں ہی مگن تھی۔ بھلا کوئی ماں بھی اپنی اولاد کی موجودگی کو فراموش کر سکتی تھی۔

اس کی آواز سن اس کو لگا جیسے اس کی بیٹی اس سے باتیں کر رہی ہو بغیر لفظوں کے۔ کیونکہ ماں اور اولاد کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس میں لفظوں کی کیا ضرورت۔ اس کو اپنی بیٹی کی کلکاریاں بلکل

کوئل کی آواز جیسی لگی۔

پھر اس نے اس کے چھوٹے سے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگایا۔ اس کو وہ ہاتھ اتنے پیارے لگے کے اس کو اپنے ہاتھوں پہ ڈرپ کے لیے لگی سوئیوں کی تکلیف جاتی محسوس ہوئی۔ اس کو کوئی پرواہ نہ تھی۔ کون اس کو دیکھ رہا ہے اور کون نہیں۔ کون اس کے پاس ہے اور کون نہیں۔

وہ بس اپنی بیٹی میں مگن رہنا چاہتی تھی۔ کیا سبھی مائیں اپنی اولاد کی موجودگی میں ہر شے کو فراموش کر دیتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس کو یہ فراموش کرنا دنیا کا خوب صورت کام لگا۔

پھر اس نے ایک بار پھر اپنے لب اس ماتھے پہ رکھے۔ اس کو پھر سے وہی احساس ہوا، جو پہلی دفعہ میں ہوا تھا۔ کیا یہ احساس کبھی نہ ختم ہونے والا تھا؟ اگر ایسا تھا تو اس نے اس احساس کے کبھی نہ ختم ہونے کی دعا کی۔

لیکن نہیں، یہ احساس بھلا کیسے ختم ہو سکتا تھا یہ چاہے وہ دعا کرتی یا نہ کرتی۔ کیونکہ وہ وجود تو اسی کے وجود کا حصہ تھا۔ یہ ازل سے ابد تک کے لیے نتھی تھا۔ وہ چاہ کر بھی اس احساس کو ختم نہیں کر سکتی تھی۔

کیونکہ یہ احساس کوئی عام احساس نہ تھا۔ یہ تو ایک ماں کا احساس تھا، اور یہ احساس ہر چیز سے پاک تھا۔

اس کے لیے کسی پیپر، کسی زبانی کلامی چیز کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ وہ ایک ماں کا احساس تھا۔

بے لوث، بے غرض، مخلص سا دل سے جڑا ماں کا احساس۔

" عیشاء! "وہ اپنی ماں کی آواز پہ چونکی۔

ہاں وہ بھی تو ایک اولاد تھی۔ کیا اس کی ماں نے بھی یہی سب محسوس کیا ہو گا اس کے لیے جو وہ کر رہی تھی اپنی اولاد کے لیے؟ یقیناً ہاں، وہ بھی تو ایک ماں تھی۔

لیکن اس نے تو اپنی اولاد کو دیکھتے ہوئے اپنی ماں کی موجودگی کو بھلا دیا۔ ہاں کیونکہ وہ اب ایک ماں تھی جس نے اپنی اولاد کے لیے سب کچھ فراموش کیا۔ بلکل اس کی ماں کی طرح جنہوں نے اسے کبھی فراموش نہیں کیا تھا۔ جیسے اس کی ماں کو وہ عزیز تھی، ویسے ہی اب اسے اپنی بیٹی۔ لیکن اس کو دکھ سا بھی ہوا۔ کیا آپ کی اولاد آپ کو آپ کے اپنوں کی موجودگی بھی فراموش کروا دیتی ہے؟

urdunovelsblog

اس نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں، پیار بھری نظروں سے۔ اس کے دل کا ایک کونہ پر سکون سا ہوا۔ یہ فراموشی کسی ماں کو بھلا کیسے بری لگ سکتی تھی۔ وہ خود ایک ماں تھیں اور اس حساس کو بخوبی سمجھتی ہوں گی۔

" ماما میری بیٹی۔" وہ نم آنکھوں اور نم آواز سے مسکرا کر بولی۔

اس کی ماں بھی مسکرائیں" ہوں! بلکل تمہارے جیسی ہے ،تم بھی ایسی ہی تھی جب پیدا ہوئی تھی۔

اس کو عجیب سا احساس ہوا۔ کیا اس کی ماں کو چھبیس، ستائیس سالوں بعد بھی اس کا ایک دن کا چہرہ یاد تھا۔

اس نے اپنی بیٹی کے معصوم سے چہرے کو دیکھا۔ ہاں ،یاد ہو گا۔ کیونکہ اس کو اپنی بیٹی کے نقوش اپنے دل پہ نقش ہوتے محسوس ہوئے۔ تو اس کی ماں کے دل پہ بھی اس کا ایک دن کا چہرہ ایسے ہی نقش ہو گا آج بھی۔

" لاؤ اس کو مجھے دے دو، تم اب آرام کرو۔" ماں نے اس کی بے آرامی کا خیال کرتے ہوئے کہا۔

عیشاء نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ اس کی ماں کو اپنی بیٹی کے آرام کا خیال تھا، اور اس کو اب اپنی بیٹی کے آرام کا۔

وہ کیا کہتی کہ ماں مجھے یہ بے آرامی ہر ماں کی طرح بہت پیاری ہے ۔اس کو اس طرح بے آرام ہونے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سوچ کر اس کی آنکھوں سے کچھ آنسو گرے۔

" عیشاء ! بیٹا کیا ہوا، کہیں درد ہو رہا ہے ؟تو مجھے بتاؤ۔" ماں اس کو روتا دیکھ پریشان ہوئی۔

لیکن وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرائی۔ وہ کیا بتاتی کہ ،ماں اس ننھے سے وجود نے اس کی گود میں آکر ہر تکلیف، ہر درد، ہر آوازاری، ہر بے سکونی کا ازالہ کر دیا ہے۔ اب اس کو کوئی بے آرامی محسوس نہیں ہو رہی۔

" نہیں ماما کوئی درد نہیں ہو رہا اب مجھے۔"

" تو پھر رو کیوں رہی ہو؟" ماں نے پوچھا۔

" آپ بھی تو کبھی مجھے گود میں لیے ایسے ہی روئی ہوں گی۔" ماں مسکرائی۔ ان کو اب سمجھ آئی کہ یہ تو ایک ماں کا احساس ہے اس میں درد، تکلیف کہاں سے آتی۔ عیشاء کو آج اپنی ماں کے لیے اور بھی پیار محسوس ہو رہا تھا۔ اس کو آج سمجھ آئی کہ جب ماں کہتی تھی کہ " جب تم لوگ ماں باپ بنو گے تو پتا چلے گا۔" وہ اکثر سوچتی، کیا یہ کوئی بدعا ہے؟

لیکن نہیں، وہ بدعا کیسے ہو سکتی تھی؟ اس کو اب احساس ہو رہا تھا کہ ماما تو ایک احساس کی بات کرتی تھیں۔ اور کوئی ماں اپنی اولاد کو بدعا کیسے دے سکتی تھی۔

اس کی بیٹی اس کی گود میں پر سکون سی سو رہی تھی۔ اس کا دل بے اختیار اس کی کھلی ہوئی آنکھیں دیکھنے کا چاہا۔

urdunovelsblog

’’ ماما! یہ آنکھیں کب کھولے گی؟ وہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔

’’ جب اس کا دل چاہے گا۔‘‘ ماں مسکرا کے بولی۔

’’ ماما کیا اتنا چھوٹا بچہ اپنی ماما کو پہچان لیتا ہے؟‘‘ اس کو نئی فکر لاحق ہوئی۔

’’ تمہاری گود میں آرام سے سو رہی ہے اس کا مطلب ہے اس نے تمہیں پہچان لیا ہے۔‘‘

اور اس نے سوچا شاید اسی لیے وہ اتنی پرسکون ہو کہ سو رہی ہے۔ کیونکہ اس کو پتا تھا، وہ اپنی ماں کے پاس ہے۔

دوائیوں کے زیرِ اثر ہونے کے باعث اس کو اپنی آنکھوں پہ بوجھ پڑتا محسوس ہوا۔ لیکن وہ اپنی بیٹی

کو ایسے ہی تھام کر رکھنا چاہتی تھی۔

’’ لاؤ مجھے پکڑا دو اسے۔ باقیوں کو بھی دیکھنے دو اب۔‘‘ ماں نے اس کی آنکھوں کو بند ہوتا دیکھ کر کہا۔

لیکن اگر وہ بے آرام ہو گئی تو۔ اس نے ماں کو دیکھا، لیکن پھر وہ مسکرا دی، وہ بھی تو ماں تھیں۔ وہ اس کو بے آرام نہیں ہونے دیں گی، کیونکہ ماؤں کے احساس تو ایک جیسے ہوتے ہیں۔

’’ ہوں، یہ لیں۔‘‘ اس نے اسے اپنی ماں کو تھمایا۔ لیکن وہ دل کا کیا کرتی، جو ابھی بھی اس کے معصوم سے چہرے کو دیکھنا چاہتا تھا۔

ماں نے اس کو لیٹنے میں مدد دی۔ اس نے کمرے میں موجود لوگوں کو دیکھا، سب لوگ اس کی بیٹی کو دیکھنے میں مگن تھے۔ لیکں اس کی ماں اس کے پاس تھیں اس کا خیال رکھنے کے لیے۔ یقیناً اسی احساس کی وجہ سے جو وہ اپنی بیٹی کے لیے محسوس کر رہی تھی۔

’’ کچھ کھا لیتی بیٹا۔‘‘ اس کو ماں پھر سے پریشان دکھی۔

’’ نہیں، ابھی نہیں۔‘‘ وہ مدہم آواز میں بولی۔

ماں نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا ’’ چلو سو جاؤ، اور کچھ چاہیے ہو تو بتانا۔‘‘

اس کو اپنی ماں کی آواز بہت میٹھی لگی۔ بلکل ویسی جب بچپن میں ماں اسے پیار سے سکول کے لیے اٹھاتی تھیں۔ یا جب اس کو پیار سے ڈانٹ کر سمجھاتی تھیں، یا کبھی جب پیار سے بارش میں نہانے سے روکتی تھیں۔ اس کی ماں کی آواز اسے اب ان کے ساتھ گزارے ماہ و سال میں لے کر جا رہی

تھی۔ کیونکہ اسے اب ہی تو پتا چلا تھا اس احساس کا۔ اور وہ اب اپنی ماں کے ہر جذبے کو صرف ایک ہی نظر سے دیکھ رہی تھی۔ اس نظر میں اس کو اپنی ماں کا غصہ، ڈانٹ، پیار، جذباتی پن، ان کی کی ہوئی ہر نصیحتیں صرف اور صرف ایک ہی احساس سے محسوس ہو رہی تھیں۔ اور وہ تھا ایک ماں کا احساس۔

اس کا ذہن اب ماضی کے پنوں میں تحلیل ہورہا تھا۔ آہستہ آہستہ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ، یا شاید وہ خود بھی اپنی ماں کے ساتھ گزارے وقت کو اب صرف ایک ماں کے نظریے سے دیکھنا چاہتی تھی۔ جو باتیں اس نے ماما سے سیکھیں، وہی باتیں اب وہ اپنی بیٹی کے لیے جمع کرنا چا ہتی تھی۔

☆☆☆

وہ دو ہی بہن، بھائی تھے۔ عیشاء اور بلال۔ عیشاء گھر میں سب سے چھوٹی تھی اور بلال اس سے تین سال بڑا تھا۔ گھر کے چھوٹے بچے کو عموماً ضدی، منہ پھٹ، بد تمیز، بد تہذیب، شرارتی، اونچی آواز میں بولنے والا اور کسی حد تک چالاک بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن عیشاء ان سارے لفظوں سے سو فیصد کی دوری پہ رہتی تھی، صرف اور صرف اپنے ماما، بابا کے سامنے۔ لیکن اپنے بھائی اور گلی کے بچوں کے سامنے وہ ان لفظون پہ پورا پورا اترتی تھی۔

لیکن جب کبھی اس کی شکایت گھر پہنچتی تو وہ انتہائی مہذبانہ، خوش مزاج اور شائستگی سے صاف انکار کر دیتی تھی اور سر پہ ہاتھ مار کر کہتی۔

" مجھے کیا پتا ماما میں تو چھوٹا بچہ ہوں، اور آپ ہی تو کہتی ہیں چھوٹے بچے شرارتے نہیں کرتے۔" اور ماما اس کی اداکاری اچھے سے جانتی تھیں اور یہ بھی کہ یہ شرارت اسی نے کی ہے لیکن اس کی معصوم سی صورت دیکھ ان کا دل پگھل جاتا اور کہتیں۔

" آئندہ ایسا نہیں کرنا، اوکے (ok)۔" اور وہ معصومیت سے سر ہلا دیتی۔

لیکن بلال اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا" ماما جی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ اس کی شرارت پہ آپ اس کو کچھ نہیں کہتیں اور میرا کچومر نکال کے رکھ دیتی ہیں۔"

" وہ چھوٹی ہے۔" اور چھوٹے بچے کی ہر غلطی معاف ہوتی ہے، کیونکہ وہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے بچوں کے لیے ویسے بھی کہا گیا ہے کہ ان کو سب سے زیادہ پیار ملتا ہے۔ کیونکہ ان کے بعد کوئی اور نہیں ہوتا تو ہر کسی کا پیار اسی کے حصہ میں آتا ہے۔ وہ بھی کبھی نہ ختم ہونے والا۔

☆☆☆

وہ اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ یہ بچے کی عموماً ایسی عمر ہوتی ہے جس میں وہ اپنے ماحول کی ہر چیز سے سیکھتا بھی ہے اور اس کو سمجھنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ عیشاء بھی اپنی ماما سے چھوٹے چھوٹے سوال

پوچھتی اور جب اس کے سوالوں کی الجھن دور ہوتی تو وہ کہتی۔

"ماما آپ بہت اچھا بتاتی (سمجھاتی) ہیں، بلکل میری ٹیچر کی طرح۔ پر وہ بار بار پوچھنے پہ کبھی کبھی غصہ بھی کرتی ہیں اور آپ نہیں۔ کیوں؟"

" کیونکہ میں آپ کی ماما ہوں اس لیے۔" ماما پیار سے کہتیں۔" اوہ اچھا۔" وہ گال پہ ایک انگلی رکھ کر کہتی۔

☆☆☆

وہ اس دن اپنی پھپھو اور ماما کے ساتھ بازار گئی تھی۔ برسات کا موسم تھا، اس لیے ہر جگہ کیچڑ اور نمی تھی۔ جانے کیوں اس کو اس سڑک پہ چلنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ کبھی اپنا جوتا دیکھتی، تو کبھی اپنی فراک کہ کہیں یہ گندی نہ ہو جائیں۔ پھر اس نے اپنی ماما کی طرف اوپر کی جانب ہاتھ بڑھائے "ماما مجھے اٹھاؤ۔" اور ماما نے اس کو احتیاط سے اٹھا کر اپنے ساتھ لگایا، وہ بھی بغیر کسی سوال کے ہمیشہ کی طرح۔ اس کی ماما کے ایک ہاتھ میں سامان بھی تھا لیکن ماما نے اس کو منع نہیں کیا تھا۔

" بھابھی اب یہ بچی تھوڑی ہے، بڑی ہو گئی ہے اب (قد میں)۔ ہر جگہ نہ گود میں اٹھایا کریں اسے۔"

عیشاء کو اپنی پھپھو کی بات عجیب سی لگی۔ اس کو لگا شاید اس کی ماما اس کو نیچے کیچڑ والی سڑک پر اتار دیں گی۔ لیکن ماما نے اس کو نہیں اتارا بلکہ گھر واپسی تک اس کو اٹھائے رکھا۔ پھوپھو نے ایک بار پھر

ٹوکا۔ " میں نہیں تھکی بلقیس۔" ماما نے کہا۔ لیکن عیشاء کو محسوس ہو رہا تھا کہ ماما تھک گئی ہیں۔ لیکن وہ پھر بھی اس کے خیال کے لیے اپنی تھکن محسوس نہیں کروا رہی تھیں۔

☆☆☆

وہ اور بلال جب بھی سکول سے واپس آتے۔ ماما ان کو کچن میں ہی ملتیں، لیکن مسکراتی ہوئی۔ جیسے کچن میں کام کرنا دنیا کا سب سے مزیدار کام ہے۔ اس نے ماما کو گھر میں کبھی فارغ بیٹھے نہیں دیکھا تھا

کبھی یہاں سے وہاں تو کبھی وہاں سے یہاں۔ پتا نہیں کون کون سے کام نکالتے ہوئے، اور پھر بھی کہتیں "اس گھر میں تو کھلارا ہی پڑا رہتا ہے۔" لیکن پھر بھی بس کام ہی نکالتی رہتیں کہیں نہ کہیں سے۔

"ماما آپ تھکتی نہیں ہیں؟" وہ اکثر پوچھتی۔

"عورت اپنے گھر کے کاموں سے کبھی نہیں تھکتی۔" ماما مسکرا کر کہتیں۔ وہ سوچتی ایسے کیسے نہیں تھکتی، کام تو کام ہوتا ہے اور دنیا میں بھی کوئی ایسا کام ہے جو آپ کو نہ تھکائے؟ وہ کوئی کام نہیں کرتی تو تھک جاتی ہے اور ماما تو پھر بھی اتنا۔ یہ ماما بھی ناں!

☆☆☆

وہ کمرے میں بیٹھی ڈرائنگ بک پہ کلرنگ کر رہی تھی اور اس کا بھائی (بلال) سنگھار میز کے سامنے

کھڑا اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا اس کے کان لال تھے اور چہرہ اور بال گیلے۔ تب ہی ماما واشروم سے تولیہ لیے باہر آئیں اور بلال کی طرف بڑھیں۔ لیکن اس سے پہلے ہی بلال دروازے کی طرف لپکا اور رونے والی آواز میں بولا " نہیں ماں، ایک تو آپ پہلے ہی منہ رگڑ رگڑ کہ دھوتی ہو اور اوپر سے اب یہ ایک اور ظلم۔"

" نہیں بلکل نہیں، اگر اسی طرح آپ ہمارا منہ دھوتی اور تولیے سے خشک کرتی رہی تو مجھے پورا یقین ہے میری ٹوٹی ہوئی گردن کی خبر دنیا نیوز میں ضرور آئے گی۔" اس کا انداز صاف ڈرامائی تھا۔ " پلیز مجھ پر یہ ظلم مت کرو۔"

ادھر آؤ تمہیں میں بتاتی ہوں ظلم کے بچے۔''

''لیکن ماما ظلم کے تو کوئی بچے نہیں ہوتے۔''عیشاء نے بتیسی نکالی۔

'' تم چپ کرو،اور تم ذرا ادھر آؤ۔'' ماما ایک بار پھر بلال کی طرف بڑھیں لیکن وہ اچھلتا کودتا باہر کی طرف بھاگ گیا ۔لیکن عیشاء نے بے اختیار ادھر اُدھر دیکھا۔کیونکہ ماما اب تولیہ لیے اس کی طرف

آرہی تھیں۔پھر کچھ دیر بعد اس کے بھی کان لال تھے اور منہ اور بال گیلے اور ماما تولیے سے اس کے بال خشک کر رہی تھیں۔

'' بلکل اپنے بھائی جیسی ہو۔''

'' کیوٹ۔'' اس نے بتیسی دکھائی اور بولی۔'' ماما ایک دن اخبار میں یہ خبر ضرور آئے گی۔''

'' کیسی خبر؟'' ماما نے پوچھا۔

'' یہی کہ ایک ماں نے اپنے دو بچوں کو منہ دھلواتے دھلواتے ٹپکا دیا۔''

'' چپ کرو، بدتمیز۔لڑائی والی فلمیں دیکھ دیکھ زیادہ ہی ڈائیلوگز بولنے لگے ہو تم دونوں۔آنے دو تمہارے پاپا کو بتاؤں گی تم دونوں کی حرکتوں کا۔'' ماما نے صاف وارننگ دی۔

'' ہم بھی بتائیں گے آپ کی حرکتیں کہ آپ ہمارا منہ غوطے دے دے کر دھلواتی ہو۔''

'' اللہ! توبہ چپ کرو عیشاء۔''ماما نے اس کی اداکاری پہ حیران ہوئیں۔

'' ہاں اور پاپا بھی چپ کر جائیں گے، جب آپ کہیں گی جمال چپ کریں۔''

''تم رکو زرا۔'' اس سے پہلے ماما اس کو پکڑتیں وہ تولیہ بستر پہ پھینک باہر کی طرف بھاگی۔اور پیچھے ماما یہی سوچتی رہ گئیں، یہ آج کل کے بچے بھی ناں۔

رات کو ماما ان دونوں کی شکایتوں کا انبار پاپا کے سامنے لگائی بیٹھی تھیں۔اور وہ دونوں اپنے پاپا کے بازوؤں کے گھیرے میں بیٹھے تھے safe place))۔ایک ہاتھ سے چپس کھاتے اور دوسرے ہاتھ سے جوس پیتے ہوئے۔باقی سامان ماما نے اپنے شکنجے میں لے لیا تھا، سزا کے طور پر۔

'' آپ ان کو سمجھاتے کیوں نہیں ہیں؟'' ماما خفگی سے بولیں۔پاپا نے بندوقوں کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ مصنوعی خفگی سے کہا۔'' تم دونوں سمجھتے کیوں نہیں ہو؟'' ان دونوں کو آنکھ مارتے ہوئے۔

'' ماما بتاتیں ہی نہیں ہیں کیا سمجھنا ہے۔'' بلال چپس کھاتے ہوئے بولا۔

'' ورنہ ہم تو بہت انٹیلی جنٹ Intelligent))ہیں۔'' عیشاء نے بھی لقمہ دیا۔

'' ہاں یہ بات تو ہے۔'' پاپا نے ہامی بھری۔

" بلکل آپ کے جیسے۔" ماما خفا ہوئیں۔

" ہاں واقع میرے بچے میرے جیسے ہی کیوٹ ہیں۔ کیوں بچو؟" پاپا نے تائید چاہی۔

اور وہ دونوں کھلکھلا کے ہنسے ،عیشاء کا قہقہ سب سے بلند تھا۔" آہستہ ہنسو موٹی۔" بلال نے اس کو چھیڑا۔

" ماما بھائی تنگ کر رہا ہے، پتلو کہیں کا۔" اس نے ماما کو شکایت لگائی۔

"نہیں کرو بلال۔" اور بلال تو حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر بولا۔" اس نے بھی تو مجھے پتلو کہا تھا۔"

" پہلے تم نے کہا تھا۔"اور پھر منہ میں بڑبڑائی" پتلو کہیں کا۔"

" عیشاء!" ماما کی تنبیہ آواز پہ اس نے " ہی ہی" کی۔

"چلو اب دونوں سو جاؤ اب، صبح اسکول بھی جانا ہے۔"

"جانے یہ ظلم کب ختم ہوں گے۔" وہ سر کو نفی میں ہلاتی ہوئے بولا۔

" بتاتی ہوں میں تمہیں۔" بلال نے عیشاء کا ہاتھ پکڑا اور بولا" بھاگ عیشاء بھاگ اور کمرے کی جانب دوڑ لگائی۔ جیسے وہاں ماما کا سیکرٹ ہتھیار (جوتا) نہیں پہنچ سکتا تھا۔

" یہ پہلے آپ کیبل تو کٹوائیں فلمیں دیکھ دیکھ ڈائیلو گز بولتے رہتے ہیں یہ دونوں سارا دن۔"

پاپا جو ریموٹ سے ٹی وی آن کرنے لگے تھے ،مصنوعی پریشانی سے پوچھا۔" تو پھر میں کیا دیکھوں گا؟"

ماما نے کندھے اچکائے" جو میں دیکھتی ہوں، اپنے بچوں کی شرارتیں۔" اور کچن کی طرف بڑھیں۔

لیکن ماما کو یہ شرارتیں کتنی عزیز ہیں پاپا اچھے سے جانتے تھے۔

اندر کمرے میں وہ دونوں اپنے اپنے بستر پر آنکھیں موندے لیٹے تھے لیکن دونوں کی سوچ کا زاویہ ایک ہی چیز کے گرد گھوم رہا تھا، اور وہ تھا ان کا لفافہ جس مین ان کا خزانہ تھا(لیز، بسکٹس، چاکلیٹس وغیرہ)۔

" سنو موٹی۔"

" بلال بھائی اب اگر تم نے مجھے۔۔"

"اچھا اچھا! پیاری بہن۔" بلال فوراً سے پہلے سیدھا ہوا" کیا خیال ہے اس لفافے کو کیسے واپس حاصل کیا جائے؟"

عیشاء نے کچھ دیر سوچنے کی اداکاری کی۔" بس جو جو میں کہوں وہ کرتے جانا۔"اور بلال نے تابعداری سے سر کو ہلایا۔ویسے بھی اس کی بہن ان معاملات ہوشیار تھی۔ پھر وہ دونوں پورے گیارہ بجے دبے قدموں کچن کی جانب بڑھے اور سب سے کم روشنی والی لائٹ کو آن کیا۔عیشاء نے وہ مخصوص دراز کھولی جس میں ماما اپنی طرف سے ان کا خزانہ چھپا کر رکھتی تھیں اور اس لفافے کو باہر نکالا۔پھر بلال کو اپنے ہاتھوں سے وکٹری کا نشان بنا کر دکھایا۔بلال نے بھی جواباً وکٹری کا نشان بنایا۔

اس سے پہلے وہ باہر جاتے بلال نے کچھ سونگھنے کی اداکاری کی۔پھر کچھ لمحوں بعد وہ دونوں آئسکریم کے ڈبے میں چمچ گھسا گھسا کر کھا رہے تھے۔عیشاء نے پوچھا۔

" تمہیں کیسے پتا چلا آئسکریم کا ماما نے تو بتایا نہیں تھا؟" وہ مسکرایا

" میں نے ماما کو آئسکریم فریج میں رکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔پہلے میں اس کو اکیلے کھانے والا تھا۔لیکن پھر میں نے سوچا چلو تم جیسے فقیر کو بھی کھلا دیتا ہوں۔ثواب کا کام ہی ہے۔" اور عیشاء کا دل کیا اس

کی فراخدلی پہ اس کو کرسی سمیت پٹخ دے لیکن آئسکریم کی خاطر ضبط کر گئی۔اس کا کیا بھروسہ آئسکریم واپس فریج میں ہی نہ رکھ دے اس کا تو ہاتھ بھی نہیں پہنچتا تھا اوپر والے دروازے تک۔

تب ہی قدموں کی چاپ پہ ان دونوں کے چمچ گرتے گرتے بچے اور وہ کچن میں موجود ٹیبل کے نیچے گھسے

" بچوں میں ہوں، ماما سوئی ہوئی ہیں۔" پاپا کی آواز پہ ان دونوں نے سکون کا سانس لیا نہیں تو ان کو معلوم تھا آج ان کا یومِ شہادت پکا تھا۔

اندر کمرے میں ماما کو ان کی کچن میں کی جانے والی حرکتوں کا اچھے سے معلوم تھا" یہ آج کل کے بچے بھی ناں۔"

☆☆☆

وہ اس دن گھر سے اکیلی کھیلنے گئی تھی۔بلال سویا ہوا تھا اس لیے وہ نہیں گیا۔لیکن جب واپس آئی تو اس کے کپڑے اور بالوں پہ مٹی ہی مٹی لگی تھی اور بازوؤں کی کہنیوں پہ خراشیں تھیں۔ماما پریشانی سے اس کی طرف لپکیں" عیشاء کپڑے کیسے گندے ہوئے؟"

" ماما آپ کو کپڑوں کی پڑی ہے۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

" نہیں، میرا مطلب تھا یہ چوٹ کیسے لگی۔" ماما گڑبڑائیں۔

" وہ میں۔۔۔"

" ہاں تم۔"

پھر آنکھیں میچ کر بولی" سائیکل چلاتے ہوئے گر گئی۔"

اس کو لگا شاید ماما اس کو ہر بار کی طرح ڈانٹیں گی۔ کیونکہ اس کو سائیکل صحیح سے چلانا نہیں آتی تھی۔ تو ماما نے اس کو سختی سے منع کیا تھا اس کے ہر بار سائیکل سے گرنے کی وجہ سے۔

'' تمہیں سائیکل بہت پسند ہے۔'' ماما نے پوچھا۔ عیشاء نے ہاں میں سر کو ہلایا۔ اور پھر دو دن بعد پاپا آفس سے واپسی پہ اس کے لیے پنک کلر کی سائیکل لائے تھے۔ اس دن وہ بہت خوش تھی ۔ محلے میں موجود ہر بچے کو اس نے اپنی سائیکل دکھائی اور پھر ماما نے اس کو باقاعدگی سے سائیکل چلانا بھی سکھایا تاکہ اس کو کبھی چوٹ نہ لگے۔

☆☆☆

اس دن ٹیوشن سے واپسی پر وہ بہت متجسس تھی۔ ماما آج بازار گئی تھیں اور کہا تھا کہ '' آج میں تم لوگوں کے لیے ایک ٹوپی والی چیز لاؤں گی۔'' اور عیشاء کا سارا دن یہی سوچنے میں گزر گیا کہ ماما کیا لائیں گی؟ لیکن جب واپسی پر اس کو اور بلال کو پتا چلا کہ وہ ٹوپی والی چیز کیا ہے۔ تو وہ اور بلال ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ کیونکہ وہ ٹوپی والی چیز کچھ اور نہیں بلکہ بھنڈیاں تھیں۔ اس کی اور بلال کی پسندیدہ سبزی۔ ان کے ہنسنے کی وجہ ماما کا بھنڈیاں لانا نہ تھا بلکہ نشاندہی کروانے کا طریقہ تھا۔ ٹوپی والی بھنڈیاں۔ ماما بھی مسکرا دیں یہ آج کل کے بچے بھی ناں۔

☆☆☆

اس دن عیشاء نے ماما سے کہا تھا باربی والے اسٹیکرز لانے کے لیے اس کو اپنی نوٹ بکس پہ لگانے تھے '' بلال سے منگوا لو''

'' ماما وہ نہیں لا کے دیتا کہتا ہے ، لڑکیوں والی چیزیں میں کیسے لاؤں۔''

'' اچھا میں لے آؤں گی۔''

اس کو پوری امید تھی کہ ماما بھول لیں گی نہیں۔ لیکن ماما بھول گئیں '' وہ دکان بند تھی بیٹا۔'' ماؤں کا قومی جھوٹ اور اس بات سے وہ اچھے سے واقف تھی۔ '' یہ ماما بھی ناں سمجھتی ہیں آج کل کے بچوں کو کچھ پتا نہیں ہے۔''

☆☆☆

وہ اتوار کا دن تھا ۔ ملک و قوم میں چھٹی کا اور کسی ناں کسی مہمان کے آنے کا دن۔ ایسے میں ماما کبھی ادھر سے اُدھر جاتیں تو کبھی کچن میں گھستیں۔ '' عیشاء ذرا مجھے وہاں سے وہ تو لا دو ، پھر مجھے وہاں سے وہ پکڑاؤ۔ جلدی کرو ماموں لوگ آتے ہی ہوں گے۔'' اور عیشاء ہونقوں کی طرح ماما کو دیکھ رہی تھی

کیونکہ اس کو ماما کی وہ والی زبان بلکل سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ '' کہاں سے کیا لاؤں۔''

'' ارے بتایا تو ہے، وہاں سے وہ لے کر آؤ جلدی کرو۔''

'' ماما مجھے بتائیں تو سہی، کہاں سے کیا لاؤں۔'' ماما غصہ ہوئیں '' ارے وہاں سے چادریں لے کر آؤ ایک بار بات ہی نہیں سمجھ آتی تم لوگوں کو۔''

" اوہ! اچھا۔" پھر عیشاء تھوڑی سی محنت سے ماما کی وہ والی جگہ سے چادریں لاتی ہے۔" اتنی دیر لگادی عیشاء۔"

" جی، مجھے وہ وہاں سے لانے میں مشکل ہو رہی تھی۔"

" کیا لانے میں؟" ماما کو سمجھ نہ آئی۔

" وہ ماما جی وہ۔۔"

"ماما آپ کی نقل اتار رہی ہے۔" بلال نے کہا۔اور عیشاء نے کچکچا کر اس کی جانب دیکھا" پتلو کہیں کا۔"

پھر کچھ ہی دیر میں ماموں لوگ بھی آئے اور جب رات کو واپسی پہ ماموں نے ان دونوں کو پیسے دینے چاہے۔تو ان دونوں نے ماما کی طرف دیکھا جن کی آنکھوں میں صاف لکھا تھا"NO۔" ان دونوں نے مایوسی سے سر جھکائے۔

لیکن پھر بھی ماموں کے اسرار پہ ان کو وہ نوٹ پکڑنے پڑے۔اور ماما سے بولے" ماما آپ ہی تو کہتی ہیں کہ بڑوں کو منع نہیں کرتے۔ہم نے تو بس آپ کی بات مانی ہے۔" اس سے پہلے وہ نوٹ ماما پکڑتیں ان دونوں نے دوڑ لگائی۔

" یہ آج کل کہ بچے بھی ناں۔" ماما ہمیشہ اپنا کہے جانے والا جملہ دہراتیں۔

☆☆☆

اس دن اس کو بہت تیز بخار ہو گیا تھا ۔ماما بہت پریشان تھیں اور جانتے ہو ان کی پریشانی کیسی تھی۔

" اور کھاؤ گند بلا، سو دفعہ کہا ہے ٹھنڈی کھٹی چیزیں مت کھایا کرو۔لیکن ماں کی کیوں سنیں ہم؟

ماما ساتھ ساتھ اس کو دوائی بھی پلا رہی تھیں اور بولتی بھی جا رہی تھیں۔" بلکل ماما یہ تھکتی ہی نہیں ہے گندے پاپڑ کھا کھا کر، مجھے دیکھیں کیا کبھی میں نے یہ سب کھایا؟ بلال نے اور مرچیں لگائیں۔

" جھوٹا، پتلو کہیں کا۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔

" چپ کرو تم بہن آگے ہی بیمار ہے اور اوپر سے تم، چلو جاؤ پڑھو جا کر۔میری بیٹی کو تنگ نہ کرو۔"

" جی اچھا۔" لیکن جانے سے پہلے اس کو منہ چڑانا نہ بھولا۔

" اب تم کھانا ذرا یہ چیزیں ،میں تمہیں بتاؤں گی پھر۔" ماما نے پیار سے اس کا سر دباتے ہوئے غصے میں کہا۔لیکن پھر ماما ساری رات اس کے سرہانے بیٹھی رہیں اور دعائیں کرتی رہیں۔ماں کی ڈانٹ

میں پیار چھپا ہوتا ہے۔

☆☆☆

اس نے اس سال میٹرک پاس کیا تھا اور بلال یونیورسٹی کے پہلے سال میں تھا۔بلال کے پاس اپنا موبائل تھا تو اس کا بھی دل چاہا اس کا بھی اپنا موبائل ہونا چاہیے۔بابا سے ضد کر کے اس نے نیا موبائل لے ہی لیا۔ماما بلال کے موبائل لینے پہ بھی ناخوش تھیں اور اس کی دفعہ بھی۔

"بچے اب بڑے ہو رہے ہیں،ضرورت پڑ جاتی ہے۔" پھر ماما کچھ ٹھنڈی پڑیں۔لیکن عیشاء کو لگا اس نے کوئی غلط کام کر دیا ہے ۔کیونکہ جب بھی اس کو کوئی مسئلہ پیش آتا ماما بس ایک ہی بات کہتیں

"اور چلاؤ موبائل،سب اس موبائل کو وجہ سے ہوا ہے۔"

"ماما سر درد ہو رہا ہے۔"

اور چلاؤ موبائل۔"

"ماما آج کالج جانے کے لیے آنکھ نہیں کھلی۔"

"اور چلا موبائل۔"

"بخار ہو گیا ہے۔"

"اور چلا موبائل۔"

"پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔"

"اور چلاؤ موبائل۔"

"ماما موبائل بیچارہ ہر چیز کیسے کر سکتا ہے؟" وہ خفگی سے بولی۔

"یہی کرتا ہے سب کچھ۔" ماما ڈٹ گئیں۔اس نے اک گہری سانس لی،یہ ماما بھی ناں۔

"میری دوست ناراض ہے مجھ سے۔"

"اور چلاؤ موبائل۔"

"ماما اب میری دوست کا موبائل سے کیا لینا دینا۔" وہ جل بھن کر کہتی۔

"سارا دن اس موبائل سے باتیں کرو گی اور دوست سے نہیں۔تو یہی ہو گا ناں۔" ماما مزے سے کہتیں۔اور وہ سوچتی موبائل سے باتیں ہیں!

لیکن اس کی اصلی شامت تب آئی جب اس کو نظر کی عینک لگی۔" کہتی تھی نہ چلاؤ موبائل،لیکن نہیں ہم کیوں سنیں آپ کی؟ہم تو نیو جنریشن ہیں ،آپ کو کیا پتا آج کل کا۔ماما کی بڑبڑاہٹ عروج پہ تھی۔اس نے ایک نظر اپنے موبائل پہ ڈالی اور پھر چپکے سے اس کو اپنے بستر کے تکیے تلے چھپا دیا

urdunovelsblog

" بھلااس میں اس بیچارے کا کیا قصور۔"

☆☆☆

بلال نے آج کل جم جانا شروع کیا تھا۔ماما کو تو اس کی ڈائٹ دیکھ کر ہول اٹھ رہے تھے۔" پتا نہیں کس نے اس کو اس سائیڈ پر لگا دیا ہے۔نہ روٹی کھانی ہے نہ چاول بھلاں پھر طاقت کہاں سے آئے گی۔" پھر کسی خیال کے تحت ماما کی آنکھیں چمکیں۔

اگلے دن جب بلال براؤن بریڈ کے ساتھ فرائی انڈوں کا ناشتہ کر رہا تھا۔ماما نے عیشاء کے سامنے گرما گرم آلو کے پراٹھے رکھے ساتھ پودینے کا رائتہ۔" یہ لو عیشاء بیٹا کھاؤ، تم شوق سے کھاتی ہو ناں۔"

اور وہ حیران ہوئی، وہ کب سے کھانے لگی یہ؟ لیکن ماما کی تنبیہ نظروں کی وجہ سے خاموش رہی۔

بلال کو پراٹھے دیکھ اپنا ناشتہ کرنا محال ہوا " ماما میں سوچ رہا تھا کہ آج کچھ نیا ٹرائے کرتا ہوں ، جیسے

آپ کے ہاتھوں کے آلو کے پراٹھے۔" اس نے للچاتی نظروں سے پراٹھے دیکھتے ہوئے کہا۔ماما تو پہلے ہی اسی انتظار میں تھیں، فوراً سے عیشاء کے سامنے سے پراٹھا اٹھایا اور بولی" ہاں، شاباش یہ کھاؤ میں تمہارے لیے اور بنا کر لائی۔"

عیشاء کو اب ساری بات سمجھ میں آئی اور اس نے سوچا، یہ ماما بھی ناں۔کچن میں جاتے ہوئے ماما مسکرائیں، جیسے کہہ رہی ہوں، اب کر کے دکھاؤ ڈائٹ۔

☆☆☆

عیشاء کے کالج میں ایک سفید رنگ کی ایک بّلی تھی۔اس کو وہ بہت پیاری لگتی تھی۔لیکن پھر اس کے دل میں پتا نہیں کیا سمائی؟ وہ اس کو اپنے ساتھ گھر لے آئی۔ماما بہت غصہ ہوئیں"بیٹا یہ گند ڈالے گی،

میرے بستر، میرا کچن، میرے صوفے پہ بیٹھے اٹھے گی۔نہیں، بلکل نہیں۔تم اس کو کل ہی واپس چھوڑ کر آؤ گی۔"

" جی، اچھا۔" وہ کچھ اداس ہوئی۔لیکن وہ صبح خیر سے آئی ہی نہیں۔ماما اس کو صبح دودھ پلا رہی تھیں اور بولیں۔" یہ تو بہت ہی سمجھدار ہے، ذرا تنگ نہیں کرتی ۔ہنہ ! کاٹو۔لو جی ماما نے تو اس کا نام بھی رکھ لیا تھا۔وہ بّلی اتنی مطلبی کہ اس نے عیشاء کی جانب ایک بار بھی نہ دیکھا۔بس سارا دن ماما کے آگے پیچھے میاؤں ! میاؤں ! کرتی۔ماما اس کا ایسے خیال رکھتیں" کیا کھائے گی میری پیاری کاٹو۔" اس کے کھیلنے کے لیے نئے کھلونے لاتیں ،اور تو اور اس کے لیے اپنے کمرے میں چھوٹا سا بستر بھی بچھایا ہوا تھا۔جیسے عیشاء ان کی سوتیلی بیٹی ہے اور وہ سگی۔

" واہ بھئی لائف ہو تو ایسی۔" بلال اس کو اکثر دیکھ کہتا۔

" جلومت میری کاٹو سے۔" ماما غصہ ہوتیں۔

☆☆☆

اس نے نئی نئی یونیورسٹی جانا شروع کیا تھا۔آج کل چلتے ٹرینڈ کے مطابق اس کو بھی ، برینڈڈ بیگز، شوز، کپڑے جیولری، میک اپ نیز ہر چیز اس کو نئی چاہیے تھی۔ماما پاپا نے اس کو کبھی کسی چیز کے لیے منع نہیں کیا تھا اور اس نے بھی اس بات کا کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔لیکن اب اس کا دل چاہتا تھا اس کے پاس بھی نئی نئی برینڈڈ چیزیں ہوں۔اس لیے آئے دن کوئی نہ کوئی پارسل گھر پہنچا ہوتا تھا ۔ماما نے شروع میں اس کو پیار سے سمجھایا'' بیٹا اتنی چیزوں کا کیا کرنا ہے اور وہ بھی اتنی مہنگی؟''

'' ماما اچھی چیزیں مہنگی ہی آتی ہیں،اور مجھے چاہیے ہوتی ہیں۔'' وہ آرام سے کہتی۔لیکن جب ان پارسلوں کے آنے کا سلسلہ نہیں رکا تو ماما بہت غصہ ہوئیں۔'' عیشاء اگر تم نے اب کوئی اور چیز منگوئی نہ تو میں نے اٹھا کر باہر پھنکنی ہے۔''

''ماما کیا ہو گیا ہے؟ساری دنیا منگواتی ہے۔'' وہ کچھ خفگی سے بولی۔

'' فضول کی چیزیں نہیں منگواتی ہو گی۔مجھے بتاؤ یہ دس دس سوٹ منگوانے کا کیا مقصد ہے ؟''

''ماما میں پڑھنے جاتی ہوں ۔کیا اچھا لگے گا روز روز ایک ہی سوٹ پہن کر جانا۔''اس نے بحث شروع کی۔

'' تو تم عام کپڑے خرید لو۔یہ برنڈڈ کپڑے پہن کر جانا ضروری تو نہیں۔'' ماما کو وجہ کچھ سمجھ نہ آئی۔

'' نہیں ماما عام کپڑوں میں وہ گریس نہیں ہوتی۔'' وہ اپنے موقف پہ قائم رہی۔'' ویسے بھی آپ لوگوں کا ٹائم اور تھا۔آج کل یہ ضروری ہے۔''

ماما نے اس کی منطق پہ حیران ہوئیں اور نفی میں سر ہلایا۔لیکن عیشاء نے محسوس کیا کہ ماما اس کو ٹوکتی نہیں ہے کچھ بھی منگوانے پر۔اس نے سوچا چلو شکر ہے ماما کو سمجھ آئی۔لیکن اس دن اس واقعے سے اس کو اصل معنی میں ماما کی باتوں کی سمجھ آئی۔

وہ یونیورسٹی کی کینٹین میں اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس کی توجہ میز پہ پڑے نوٹس کی جانب تھی۔پر اس کو بار بار محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی دوستیں کسی کی طرف اشارہ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں بات کر اور ہنس رہی تھیں۔

'' تم دونوں کو کتنی بار سمجھایا ہے ہے اس طرح کسی کی طرف دیکھتے اور اشارے نہیں کرتے۔ someone can feel uncomfortable۔''

'' تمہیں بتائے گے تو تم بھی ہنسو گی۔''وہ کچھ حیران ہوئی۔

''کیا مطلب۔''

'' آج پریزنٹیشن تھی اور ہماری کلاس کی علینہ علی نے آج پھر وہی کپڑے پہنے۔ لگتا ہے بیچاری کے پاس ایک ہی برینڈ سوٹ ہے۔''وہ دونوں ہنسی۔

" اس میں کوئی ہسنے کی بات تو نہ تھی۔اس کی مرضی وہ جیسا چاہے لباس پہنے۔لباس سے آپ تھوڑی نہ پہچانے جاتے ہو۔لباس کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے اور مجھے اس کا لباس صاف نظر آرہا ہے۔یوں کسی کا کانفیڈنس اس طرح نہیں کم کرتے۔اس کی دوستوں نے اس کا لیکچر سن گویا ناک سے مکھی اڑائی۔لیکن وہ اپنی ہی باتوں پر ٹھٹکی،ماما بھی شاید مجھے یہی سمجھانا چاہتی تھیں۔

رات کو ماما کی گود میں سر رکھے لیٹ وہ کچھ اداس تھی۔

"کیا ہوا؟ماما نے پوچھا۔

وہ ماما کی معصومیت پہ مسکرائی۔اس نے ماما کا دل دکھایا پر ماما نے پھر بھی اس کی اداسی کی وجہ پوچھی۔

"آپ نے مجھے اس دن اضافی چیزیں منگوانے سے سمجھایا تھا ناں۔اس لیے اب میں کوئی فضول خرچی نہیں کروں گی۔"ماما بس مسکرادیں۔

" ویسے آپ نے منع کیوں کیا تھا۔" ماما کچھ دیر خاموش رہیں۔" دیکھو بیٹا اچھا پہننا اچھی بات ہے۔لیکن ہمیں اپنے ارد گرد بھی دیکھنا چاہیے،کہ کہیں ہماری وجہ سے کوئی اپنے پہناوے سے ناخوش نہ ہو جائے۔چاہے آپ برینڈڈ چیزیں افورڈ کر سکتے ہو۔لیکن ہمیں ان لوگوں کے لیے برینڈڈ چیزوں کو عذاب نہیں بنانا چاہیے ۔ان کو بتا بتا کر کے یہ فلاں برینڈ کا ہے اور یہ فلاں کا۔اگر وہ افورڈ نہ کر سکیں پھر اور ان میں عدم اعتمادی پیدا ہو جائے کہ ہمارا لباس دوسروں سے کم تر ہے تو اس سے کتنے گھر متاثر ہوں گے۔ہمیں صرف مہنگی چیزوں کو اپنی شخصیت کا خاکہ نہیں بنانا چاہیے،کہ ہمارا ان کے بغیر گزارا ہی نہ ہو سکے۔اس سے تو ہم میں بھی عدم اعتمادی پیدا ہو گی۔

" جی بلکل ماما۔آپ اتنا اچھا کیسے سمجھاتی ہیں؟"اس کو پتا تھا ماما کیا کہیں گی۔

" کیونکہ میں آپ کی ماما ہوں اس لیے۔"وہ مسکرادی۔

☆☆☆

کچھ دنوں سے ماما نے محسوس کیا کہ عیشاء کچھ چپ چپ ہے۔روز مرہ کی طرح اتنا بول نہیں رہی۔

"کیا کوئی بات ہے عیشاء،اتنا سا منہ کیوں نکالا ہوا؟"وہ مسکرائی۔

" اتنا سا کب ہے ماما۔سب مجھے کہتے ہیں میں موٹی ہوں۔" ماما کو وہ اداس دکھی۔

" کیا تمہیں کبھی اپنی جسامت میں برائی محسوس ہوئی۔" وہ چونکی کیونکہ آج کل اس کی دوستیں اس کی جسامت کا مذاق بنا رہی تھیں،پھر اس نے نفی میں سر ہلایا۔وہ ماں تھیں اور ماؤں سے بھی آج تک کوئی چیز چھپی ہے۔پھر وہ اس کی پریشانی کیسے نہ پہچانتیں۔ماما مسکرائیں۔

اس کا مطلب نقص آپ میں نہیں ہے،ان کی سوچ میں ہے جو آپ کو آپ کی ذات کی نفی کرنے کو کہتے ہیں۔آپ کو خود کو اپنی نظر سے دیکھنا چاہیے نہ کہ دوسروں کی نظر سے۔ہماری اپنی نظروں کے زاویے سے بہتر کوئی زاویہ نہیں۔"

" کیا مطلب ماما؟" وہ سمجھی نہیں۔

'' مطلب کہ آپ کو تب بدلنا چاہیے جب آپکو خود محسوس ہو۔ کیا تمہیں کبھی محسوس ہوا کہ تم اوور ویٹ ہو؟''

''نہیں۔'' ہاں، وہ تھوڑی سی چبی ّchubby)) تھی۔ لیکن وہ ایسے کیوٹ لگتی تھی۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں۔

'' تو پھر کیوں؟ ان کی باتوں کو سوچ سوچ کر اپنی توانائی ضائع کریں۔ جس کا نہ ہمیں فائدہ ہو بلکہ الٹا نقصان ہی ہو۔ وہ ان کی سوچ ہے، ان کو بولنے سے پہلے سوچنا چاہیے، ہمیں نہیں، سمجھی۔

''جی۔''

''اور خبر دار! ڈائٹنگ کا سوچا بھی تو۔ مجھے میری بیٹی ایسے ہی پیاری لگتی ہے۔'' ماما معصوم بھری خفگی سے بولیں۔

☆☆☆

'' مجال ہے جو تم لوگ میری مدد کو۔ سارا دن بس ماں سے ہی کام کروانا۔'' ماما کچن میں مسلسل بڑبڑا رہی تھیں۔

'' کیا کام کرنا ہے ماما؟'' اس نے مدد کرنا چاہی۔

'' یہ تمہیں نظر نہیں آرہا اتنا کام ہے۔'' پھر یکدم بولیں ''نہیں تم رہنے دو پڑھ کر آئی ہو تھکی ہو گی ۔ میں خود ہی کر لیتی ہوں۔''

'' تو پھر مدد کے لیے آپ بھوتوں کو کہہ رہی تھیں۔'' وہ شرارت سے بولی۔

'' زیادہ بک بک مت کرو۔ آج کل کہ بچے بھی نہ سمجھتے ہیں ماؤں کو کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔''

'' میں کر دیتی ہوں، بتائیں کیا کرنا ہے؟۔'' اس نے اصرار کیا۔'' اچھا پھر فریج میں سے وہ نکال کے جلدی سے آئل میں وہ فرائی کر دو۔''

عیشاء نے نفی میں سر ہلایا ماما کا ''وہ'' اس کو اب خود ہی ڈھونڈنا تھا۔

☆☆☆

رات کو بلال ماما کی ٹانگیں دبا رہا تھا۔ ماما اس کو پیار سے بولیں۔'' بس کر و بیٹا تھک جاؤ گے۔''

'' نہیں تھکتا میں ماما، آپ بھی تو ہمارے لیے اتنا کچھ کرتی ہوں۔''

'' صاف صاف کہو نہ بھائی کچھ چاہیے۔'' عیشاء نے لقمہ دیا۔ بلال نے اس کی طرف دیکھ دانت کچکچائے۔

''ماما آپ تھک جاتی ہیں نہ سارا دن۔'' بلال نے کہا۔

'' ہاں اب تھک جاتی ہوں۔ اب طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی، اس لیے اتنا کام نہیں ہوتا اب۔''

'' استغفر اللہ! ماما ابھی آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک تو اتنا کام کرتی ہیں۔ جب ٹھیک ہو گی تو پتا نہیں کتنا کام کریں گی۔'' عیشاء کو صاف انکار ہوا ماما کی بات سے۔

urdunovelsblog

" عیشاء! زیادہ مت بولو،اور تم بھی بتاؤ کیا چاہیے اب۔" ماما نے بلال سے پوچھا ،معلوم تھا کسی سفارش کے لیے آیا ہے۔یہ آج کل کہ بچے بھی نہ سمجھتے ہے ماؤں کو کچھ پتا ہی نہیں۔

" ماما میں آپ کو ایسا لگتا ہوں؟ بہت افسوس ہوا مجھے۔" پھر سر کو کھجا کر بولا " دوستوں کے ساتھ کھانا کھانے جانا ہے جاؤں؟

ماما ہنسیں۔" اچھا جاؤ اور نو بجے سے پہلے آجانا اور موٹر سائیکل تیز مت چلانا اور اپنے پاپا سے پوچھ لو وہ کہیں تو ہی جانا۔" ماما کو رہ رہ کر باتیں یاد آرہی تھیں۔

" وہ تو میں نے پہلے ہی پوچھ لیا تھا۔" وہ مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلا۔

" پتلونہ ہوتو۔ماما یہ تو غلط بات ہے آپ بھیا کو جہاں مرضی جانے دیتی ہیں۔" اس نے شکوہ کیا۔

" لیکن کتنے بجے تک؟" ماما نے پوچھا۔

" نو بجے تک۔" وہ بولی۔

" اس کا مطلب میں نے اس کے گرد ایک حدود قائم کی ہے،نہ تنگ نہ ڈھیلی۔وہ جانتا ہے اس حدود کے ساتھ ہر ماں باپ کا بھروسہ جڑا ہوتا ، اور اگر کوئی اس کو توڑتا ہے تو اس کا اپنا بھرم ٹوٹتا ہے۔ماں باپ کا کیا ہے وہ تو اپنی اولاد پہ ہر حال میں بھروسہ کرتے ہیں۔"

" لو جی! تو میں نے کونسی حدود توڑی ہے۔" ماما مسکرئیں۔

" بیٹیوں کے لیے ماں باپ حدود قائم نہیں کرتے۔"

" کیوں؟" اس کو تعجب ہوا۔

" کیونکہ وہ اپنا اچھا برا خود جانتی ہیں،جو ہر حدود سے اوپر ہوتا ہے۔"

" تو پھر آپ مجھے میری دوستوں کے ساتھ کیوں نہیں جانے دے تیں۔"

" میں بور ہو جاتی ہوں تمہارے بغیر۔"

" ماما یہ تو بلیک میلنگ ہے۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔

" ہاں! ہے تو سہی۔" ماما مسکرائیں۔یہ آج کل کہ بچے بھی ناں سمجھتے ہیں ماؤں کو کچھ معلوم ہی نہیں۔

☆☆☆

بلال ان دنوں اسلام آباد میں ہوتا تھا اپنی جاب (job) کے سلسلے میں اور عیشاء اپنے یونیورسٹی کے چار سال مکمل کرنے کے بعد، تقریباً دو سال کے عرصے سے ایک سوفٹ ویئر ہاؤس میں جاب کر رہی تھی۔آج کل اس کے رشتے کی بات پہ غور و فکر ہو رہا تھا۔

ماما اس کے سر کا مساج کر رہی تھیں تو سوچا اس متعلق بات بھی کر لیں۔" عیشاء تمہارے بابا تمہاری مرضی پوچھ رہے تھے، کیا سوچا تم نے پھر؟

" جیسے آپ لوگوں کی مرضی ماما۔" اس کی آواز مدہم سی تھی۔

" نہیں، بیٹا ہماری مرضی نہیں، میں نے تمہاری مرضی کا پوچھا ہے۔ زندگی تمہیں گزارنی ہے ہمیں نہیں۔ یہ مت سوچو کہ بس میرے ماما پاپا راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔ ہمیں تو بس اپنی

ذمہ داری نبھانی ہے جو اللہ نے ہمیں دی ہے۔ مجھے تمہاری مرضی جاننی ہے۔"

" جی، ماما۔" اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔ ماما پریشان ہوئیں۔" ادھر آؤ میرے پاس۔" ماما نے اس کو اپنے ساتھ لگایا۔ لیکن وہ روئے جا رہی تھی۔" اچھا مجھے بتاؤ تو سہی کیا مسئلہ ہے۔" لیکن وہ روئے جا رہی تھی۔

" بیٹا کچھ تو بتاؤ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے" پھر کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔" اگر تم کسی کو پسند کرتی ہو تو ہمیں بتاؤ۔" لیکن اس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

" پھر رونے کی وجہ۔" ماما پریشان ہوئیں۔

" مجھ۔۔۔ مجھے آپ سب کو چھوڑ کر نہیں جانا۔" وہ روتے ہوئے بولی۔" میں وہاں اکیلی کیسے رہوں گی۔۔ میرے پاس آپ سب نہیں ہوں گے۔" ماما مسکرائیں ہر لڑکی کا ڈر۔" بس اتنی سی بات تم نے مجھے ڈرا ہی دیا۔" ماما نے اس کی آنکھیں صاف کیں اور پوچھا۔

" تم نے مجھے شروع سے کہاں دیکھا ہے؟"

" اس گھر میں۔" وہ بولی۔

" کن کے ساتھ۔" ماما نے پوچھا۔

" ہمارے ساتھ، پاپا کے ساتھ۔" اس کو کچھ کچھ سمجھ آ رہی تھی۔

" مطلب میری شادی کے بعد میں اس گھر میں اکیلی نہیں تھی۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

" تو مطلب ساتھ نبھانے والے موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے تو بیٹا اللہ نے یہ رشتہ بنایا ہے۔ عورت اکیلی ہو کر بھی اکیلی نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ اس کا پاک رشتہ ہوتا ہے۔ پھر اس کے پاس اس کی اولاد ہوتی ہے، جو ہر مصیبت میں اس کی ڈھال ہوتی ہے۔ جو کبھی اس کو تنہا محسوس نہیں ہوتی۔ اس کا ایک گھر ہوتا ہے اور اس سے ایک گھر ہوتا ہے۔ عورت جس جگہ رہتی ہے اس کو گھر بنا دیتی ہے۔

اللہ نے اس کو ایسے ہنر سے نوازا ہے۔ سمجھی۔" ماما نے اس کو پیار سے اپنے ساتھ لگایا۔ اس کو اپنے دل سے بوجھ سرکتا ہوا محسوس ہوا ماما نے کتنی آسانی سے اس کی الجھنوں کو سلجھایا تھا۔

☆☆☆

وہ دن بھی آیا جب اس کو رخصت ہونا تھا ایک نیا خوبصورت گھر بنانے کے لیے۔ ماما کی آنکھیں بار بار اس کو دیکھ کر نم ہوتیں۔ ان کو بھی دنیا میں موجود سبھی ماؤں کی طرح یقین نہیں آرہا تھا کہ ان کی بیٹی اتنی بڑی ہوگئی ہے۔ وہ دلہن کے عروسی لباس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

" ماما کوئی نصیحت نہیں کریں گی۔" اس نے شرارت سے پوچھا۔

"مجھے پتا ہے میری عیشاء بہت سمجھدار ہے۔" ماما کی آواز نم ہوئی۔

"لیکن اگر کبھی میری شکایت آئی تو۔" جانے کیوں اس کا دل چاہا ماما تھوڑا ڈانٹ کر سمجھائیں۔

" مجھے پتا ہے میری عیشاء بغیر وجہ کچھ نہیں کرتی۔ تو شکایت کہاں سے آئے گی؟" اس کو ماما کے لہجے میں مان ہی مان دکھا۔

" اور اگر میں کبھی غلط ہوئی تو۔" وہ چاہتی تھی کہ ماما کہیں پھر میں تمہیں پکا ڈانٹوں گی۔ لیکن ماما نے ایک عزم سے کہا۔

" تو پھر میں تمہیں سمجھاؤں گی، لیکن حفاظت کے ساتھ۔ بس تم یہ کبھی مت سمجھنا کہ تم اکیلی ہو۔ کبھی بھی کسی غلط بات پر یہ ، سوچتے ہوئے سر نہ جھکانا کہ کہیں تمہارے بولنے سے ہمارا سر نہ جھک جائے۔ نہیں، کیونکہ ہم نے تمہیں دوسروں کا ادب واحترام کرنا سکھایا ہے، دوسروں کی غلطیوں پر اپنا سر جھکانا نہیں۔ کبھی بھی اپنی رائے دینے سے کترانا نہیں ۔ تمہیں اپنے آپ کو خود تحفظ دینا ہوگا اور وہ تمہیں اپنی مرضی کی ہاں اور نہ سے ملے گا دوسروں کی مرضی سے نہیں۔ تم مجھے اور پاپا کو ہماری زندگیوں تک ہمیشہ اپنے ساتھ پاؤ گی۔ سمجھی۔"

" اور مجھے بھی۔" بلال نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

" آئی نو (I know) پتلو۔" وہ مسکرائی۔

" خدا کا کچھ خوف کھاؤ، پیاری بہن۔ کیوں میرے مسلز سے جلتی ہو۔ پھر شرارت سے بولا۔" چلو آج کا دن تمہیں معاف کیا۔ کل تنگ کروں گا۔"

" پتلو کہیں کا۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔

" ماما یہ دیکھیں اسے۔" اس نے شکایت لگائی۔ ماما مسکرا دیں ان کی ننھی شرارتیں اب بڑی ہو گئیں تھیں۔ لیکن ان کے لیے تو پہلے دن کے احساس جیسی ہی تھیں۔ ابھی بھی چھوٹے چھوٹے بچوں جیسی۔

☆☆☆

" عیشاء بیٹا کچھ کھا لیتی۔" اس نے ماما کی آواز پر آہستگی سے آنکھوں کو کھولا۔ ماما کو دیکھ اس کو لگا وہ آج ماما کو پہلی بار دیکھ رہی ہے۔ اس نے اپنے ماضی کے پنوں میں جھانکا تو اس کو ماما کے ہر رویے میں، ہر

بات میں صرف اور صرف ایک ہی احساس محسوس ہوا جو آج وہ خود محسوس کر رہی تھی۔ ماما نے اس کو بیٹھنے میں مدد دی۔ اس نے ماما کے ہاتھوں کو تھاما تو اس کو محسوس ہوا ان ہاتھوں کی تو اس کو ہر لمحہ ضرورت تھی۔ ان ہاتھوں کے بغیر تو وہ کچھ بھی نہ تھی۔ ہمیں کبھی ان ہاتھوں کو خود سے جھٹکنا نہیں چاہیے۔ نہ غصے میں نہ پیار میں بلکہ ان ہاتھوں کو تھامے رکھنا چاہیے۔

" کچھ کھالو بیٹا۔" ماما فکر مند تھیں۔

" ماما کھالوں گی۔ اب میں کوئی بچی تھوڑی نہ ہوں۔" وہ شرارت سے بولی۔ جانتی تھی ماما کیا کہیں گی۔

" میرے لیے تو بچی ہی ہو۔ شکل دیکھو اتنی سی نکالی ہوئی ہے۔" اور یہ آج کل کے بچے بھی ناں، سمجھتے ہیں ماؤں کو کچھ پتا ہی نہیں۔" ماما خفگی سے بولیں۔

اس نے برا نہیں منایا۔ کیونکہ وہ خود اب ایک ماں تھی اور اب وہ اپنی ماما کے احساس کو سمجھ سکتی تھی۔

اور ایک ماں کے لیے دوسری ماں کے احساس کو سمجھنا بے حد آسان ہوتا ہے۔

" بیٹا اتنی چپ چپ کیوں ہوں؟" ماما پھر سے فکر مند ہوئیں۔

اس کی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں۔ یہ احساس کیسا تھا جو ایک ماں کی فکر مندی اپنی اولاد کے لیے ختم ہی نہیں ہونے دیتا۔ اس کو محسوس ہوا ماؤں کی نارضگی ویسی نہیں ہوتی جیسے ہم محسوس کرتے ہیں ۔ بلکہ ان کو تو ناراض ہونا ہی نہیں آتا۔ اسی فکر میں کہ کہیں ان کی اولاد کو برا محسوس نہ ہو جائے ۔ ان کو اپنے احساس کی پرواہ نہیں ہوتی، صرف اس احساس کی وجہ سے۔ پھر وہ ماما کے دونوں ہاتھ پکڑ کر بولی۔

".!Thank you , Mama g"

urdunovelsblog

" کس لیے بیٹا۔" ماما کو تعجب ہوا۔

اس نے مسکرا کر سوچا۔ مجھے اس دنیا میں لانے کے لیے، میری پرورش کرنے کے لیے، مجھے گر گر کر اٹھانے کے لیے، غلطیوں پہ میری اصطلاح کرنے کے لیے۔ ہر اس وقت کے لیے جب مجھے آپ کی ضرورت تھی، اور آپ نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ اور میرے بتائے بغیر مجھے سمجھنے کے لیے۔

" میرا خیال رکھنے کے لیے۔ مجھے اکیلے نہ چھوڑنے کے لیے۔"

ماما نے نفی میں سر ہلایا یہ آج کل کے بچے بھی ناں۔ مائیں بھی کبھی اپنے بچوں کو اکیلا چھوڑ سکتی ہیں۔

عیشاء نے اپنی بیٹی کی جانب دیکھا۔ وہ اپنے پاپا کی گود میں پر سکون سی سو رہی تھی۔ اس کو بھی اپنا آپ پر سکون ہوتا محسوس ہوا۔ کیونکہ اس کی بیٹی محفوظ ہاتھوں میں تھی۔ وہ جانتی تھی اس کی بیٹی بھی اس سے وہی سوال پوچھے گی، جو وہ اپنی ماما سے پوچھتی تھی۔ وہی باتیں کرے گی ، جو وہ کرتی تھی۔

ویسے ہی ناراض ہوا کرے گی جیسے وہ ہوتی تھی۔اور اس کو یہ سب چیزیں بہت پیاری لگیں گی۔کیونکہ اس کے پاس اب ایک ماں کا احساس تھا۔پھر وہ مسکرا دی" یہ مائیں بھی ناں۔"

urdunovelsblog